

روزہ دار کی دو خوشیاں

محمد عبداللہ جاوید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسانی زندگی میں خوشی کے کئی مواقع آتے ہیں، ہر موقعے کا اپنا ایک الگ ہی رنگ اور مزہ ہوتا ہے۔ خوشی، خوشی میں بھی فرق ہوتا ہے۔ وہ خوشی جو انفرادی حیثیت میں محسوس کی جائے اس سے کہیں کم ہوتی ہے جو اجتماعی ہو۔ مثلاً کسی پسندیدہ چیز کے استعمال سے جو خوشی محسوس ہوتی ہے وہ کسی کامیابی کے حصول پر ہونے والی مسرت سے کہیں کم ہوتی ہے۔ پسندیدہ چیز کا استعمال فرد کی ذات تک محدود ایک عمل ہے جبکہ کامیابی کے حصول کیلئے فرد کی ذاتی کوشش کے علاوہ دوسروں کا بھی تعاون رہتا ہے۔ لہذا انفرادی و اجتماعی حیثیتوں میں ملنے والی خوشی میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔

در حقیقت انسانی خوشی کا دائرہ فرد کی ذات کے علاوہ اور بھی کئی عوامل سے بڑا گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہ دائرہ جس قدر وسیع ہوگا، خوشی بھی اسی قدر ہمہ جہت ہوگی۔ کسی کالج کے امتحان میں کامیابی کی خوشی، ملکی سطح پر ملنے والے انعام کی خوشی سے بدرجہا کم ہوتی ہے۔ جب اس دائرے میں اللہ رب العزت کی رضا اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع شامل ہو جائے تو ملنے والی خوشی کے کیا کہنے، مسرت و شادمانی کے جذبات کو تو آفاقی بلندی نصیب ہو جاتی ہے۔

دنیا میں خوشی (happiness) اور فرحت و لطف (pleasure) کے اپنے الگ ہی ضابطے ہیں، جن میں کچھ تو روحانی ہیں اور کچھ مادی۔ لیکن کسی بھی متعین کردہ ضابطہ سے انسان کو دلی سکون و اطمینان میسر نہیں آیا، جو بھی ملا وہ وقتی اور ہنگامی رہا۔ امن و سکون کے متلاشی انسان کے لئے ایک چشم کشا اور راہنما اصول بس یہی ہے کہ حقیقی خوشی انسانی ضابطوں کی پابندی یا مادی اشیاء کے حصول میں نہیں بلکہ خالق کی مرضی کے آگے اپنی تمام

تر خواہشات و جذبات کو نچھاور کر دینے میں ہے۔اس پس منظر میں رسول اللہؐ کا یہ ارشاد مبارک ملاحظہ فرمائیے:

لِلصَّاءِمِ فَرْحَتَان : فَرْحَتٌ عِنْدَ فِطْرِہِ وَ فَرْحَتٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہِ

امام مسلم کی بیان کردہ اس حدیث میں خوشی کے دو موقعوں کا ذکر کیا گیا ہے....روزہ دار کو ایک خوشی اس وقت میسر آتی ہے جب وہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت میسر آئے گی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔

گرچہ اس حدیث مبارکہ میں بشارت دی گئی ہے لیکن اس کے ذریعہ دنیا و آخرت کی حقیقی خوشی پانے کا راہنما اصول واضح ہوتا ہے۔اس ارشاد مبارک کی روح کو سمجھنے کے لئے چند سوالوں پر غور کیجئے:

افطار کے وقت خوشی کیوں؟

(۱) یہ بات کون نہیں جانتا کہ دن بھر کی بھوک اور پیاس کے بعد مغرب سے قریب افطار کیا جاتا ہے؟ تو پھر ایک معلوم اور متعینہ عمل کی انجام دہی پر خوشی کیوں؟

(۲) کیا روزہ افطار کے لئے کوئی ایسی چیز استعمال کی جاتی ہے جو پہلے کبھی نہیں کی گئی یا جو شاذ و نادر ہی استعمال کی جاتی ہے؟....سچ تو یہ ہے کہ مختلف قسم کی استعمال کی جانے والی غذاؤں سے زندگی میں بارہا لطف اٹھایا گیا ہے' تو پھر اسوقت خوشی کسی بات کی؟

(۳) کیا کسی کو ایک لمبے وقت تک بھوکا رہنے سے سابقہ پیش نہیں آیا ہے؟ معاشی قلت یا بے انتہا مصروفیات کی بنا کھانے میں غیر معمولی تاخیر اور بھوک کا شدید احساس ہر ایک کو ہوتا رہتا ہے تو پھر اس وقت کھانے میں افطار جیسی خوشی کیوں محسوس نہیں کی جاتی؟

(۴) دن بھر بھوک اور پیاس کی شدت اور افطار کے فوری بعد نماز اور پھر تراویح و قیام اللیل کے اہتمام میں پیش آنے والی مشقت کا بخوبی اندازہ رہتا ہے پھر بھی افطار کے وقت خوشی؟

(۵) روزہ دار کو بخوبی معلوم رہتا ہے کہ ہر افطار اگلے دن روزہ رکھنے کا گویا ایک اعلان ہے۔ پھر وہی دن بھر بھوک پیاس کی شدت اور نجی مصروفیات ہوں گی... پھر بھی خوشی کی وجوہات کیا؟

(٦) کھانا کھانے کے عموماً جو کم سے کم اوقات ہوتے ہیں ان میں غالباً افطار کا وقت سب سے کم ہوتا ہے۔ حالانکہ عام حالات میں کسی بھی وقت کا کھانا زیادہ لمبی مدت تک بھوکا رہ کر کھایا نہیں جاتا، پھر بھی کھانے کے لئے کافی وقت متعین رہتا ہے۔ لیکن تقریباً 12 (آسٹریلیا) تا 22 (آئس لینڈ) گھنٹے بھوکا رہنے کے بعد کم وقت میں افطار کرنا اور پھر بھی خوشی؟

خوشی کا اصل سبب

ان سارے سوالوں کا صرف ایک ہی جواب ہے۔ اسے معلوم کرنے سے پہلے ذرا اس بات پر بھی غور کیجئے کہ خوشی کا کیا محرک ہوتا ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ اگر ہلکی سی کوشش کے بعد کامیابی ملے اور ایک لمبے عرصہ کی طویل جدوجہد کے بعد کامیابی میسر آئے تو دونوں سے حاصل ہونے والی خوشی کی کیفیات میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ افطار کے وقت کی خوشی دراصل اللہ رب العزت کی دن بھر کی مکمل یکسوئی کے ساتھ انجام پائی فرمانبرداری کی وجہ سے ہے۔ دوران روزہ، ایک روزہ دار سے نافرمانی نہیں ہوتی۔ اس کی دینی واخلاقی حالت بہ نسبت عام حالات کے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ چنانچہ دن بھر کی اطاعت و فرمانبرداری اور نیک اعمال کی انجام دہی کے بعد جب رب کریم کی جانب سے ان سب کا اجر ملے تو ظاہر بات ہے اس سے زیادہ خوشی بھلا اور کس بات میں ہو سکتی ہے؟

خوشی کا تعلق دراصل احساسات سے ہے۔ اگر انسانی حس کسی عمل سے ہم آہنگ ہو تو اس عمل کی انجام دہی کا اپنا ہی ایک الگ لطف ہوتا ہے' اس لئے کسی چیز کی لذت محسوس کرنے کیلئے دل سے کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اور جب حس سے تعلق رکھنے والے تمام ہی اعضاء کسی عمل میں معاون بن جائیں تو اس عمل سے حاصل ہونے والی خوشی کا بیان ممکن نہیں۔ مثلاً خوشنما منظر دیکھنے کا اپنا ایک لطف ہوتا ہے' دیکھنے کے ساتھ اگر پرندوں کی چہچہاٹ اور ہوا کی سرسراہٹ سنائی دے تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ اور ایسے موقع پر کوئی چیز کھائی جائے تو اس کے مزے کے کیا کہنے؟ جس عمل میں جتنے حس کارفرما ہوں گے اس عمل سے اتنا ہی لطف ملے گا۔

اللہ رب العزت کے عظیم احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے انسان کو کان' آنکھ اور دل جیسے وہ تمام حسی اعضاء عطا فرمائے ہیں جن سے وہ اپنی اور اطراف کی دنیا سے خوب لطف اندوز ہوتے ہوئے اپنے خالقِ حقیقی کا صحیح معنوں میں شکر ادا کر سکتا ہے (النحل:۷۸)۔ روزہ دراصل ایک ایسی عبادت ہے جس میں انسان کے تمام حسی پہلو بخوبی شامل ہو جاتے ہیں اور جب اس عبادت کی تکمیل کا وقت (افطار) جوں جوں قریب آتا ہے' ایک صائم کی خوشی کے جذبات انتہائی بلند ہو جاتے ہیں' اسی حقیقت کا حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

آخرت کی خوشی کا اندازہ کیجئے

یہ بڑی حکمیانہ بات ہے کہ دنیا میں حاصل ہونے والی مسرتوں سے آخرت میں ملنے والی حقیقی خوشی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہؐ نے تِلْکَ عَاجِلُ بُشْرَ الْمُؤمِن کے ذریعہ اس حقیقت کا بیان فرمایا ہے۔ یعنی بندۂ مومن کو آخرت میں ملنے والی حقیقی خوشی کی یہ گویا ایک پیشگی بشارت ہے کہ اسے دنیا ہی میں اپنے کسی عمل سے' بغیر کسی ریا کے احساس کے' خوشی میسر آجاتی ہے۔

بات بالکل واضح ہے جب ایک روزہ دار سحر سے لے کر افطار تک کا وقت‘ اللہ رب العزت کی فرمانبرداری میں گذارتا ہے تو وہ اپنے انجام کے لحاظ سے خوشی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔اسی طرز پر جب ایک بندہ اپنے سن بلوغ کو پہنچنے سے لے کر موت تک کے وقت کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گذرائے تو اسکی زندگی انجام کے لحاظ سے باعث مسرت و شادمانی ہوگی۔اس بندہ کو نیک اعمال کے ساتھ اپنے رب سے ملاقات کی شدید خواہش ہوگی اور یہی خواہش اس کے لئے خوشی کا ذریعہ بنے گی‘ کیونکہ اسکو زندگی بھر کے نیک اعمال کا صلہ اسکے رب کی جانب سے ملنے والا ہوتا ہے۔

کامیابی و خوشی کا بس یہی ایک راز ہے کہ اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت میں زندگی کے لمحات گذارے جائیں۔اطاعت و فرمانبرداری کا احساس اور رب سے ملاقات کا یہ شوق ہی ہے جو بندہ کو نہ صرف نیک بناتا ہے بلکہ نیکی کی راہ میں مصروف بھی رکھتا ہے۔

مَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاء رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً

جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے (الکہف:۱۱۰)

افطار کے موقع سے ملنے والی خوشی سے یہ شعور لازماً پختہ ہونا چاہئے کہ ساری زندگی اللہ اور اسکے رسولؐ کی فرمانبرداری میں اسی طرح گذرنی چاہئے جس طرح سحر سے افطار کے درمیان کا وقت گذارا جاتا ہے۔نیک اعمال کی انجام دہی کے ساتھ ہی رب سے ملاقات کا شوق پیدا ہو سکتا ہے‘ اور جب اعمال صالحہ کی لذت محسوس ہونے لگے تو سمجھنا چاہئے کہ رب سے ملاقات کا شوق برابر ترقی کرتا جارہا ہے۔شوقِ لقائے رب‘ نیک بننے اور نیک بنے رہنے کے لئے ایک بنیادی ضرورت

کی حیثیت رکھتی ہے لہذا اس کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام ہونا چاہئے‘ بطور خاص افطار کے موقع سے لبوں پر یہ دعا جاری رہنی چاہئے:

.....اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْءَلُکَ نَفْساً مُّطْمَءِنَّۃً تُوْمِنُ بِلِقَاءِکَ ......

اے اللہ میں تجھ سے ایسا نفس مانگتا ہوں جس کو تیری طرف سے اطمینان کی دولت نصیب ہو‘ اور مرنے کے بعد تجھ سے ملاقات کا اسکو یقین ہو۔(حضرت ابوامامہؓ-طبرانی)